

خدا سے خیر مانگو آشیاں کی

بدقسمت اہالیان پاکستان کا لٹا پٹا قافلہ ان دنوں ایسی آزمائش اور کرب و بلا کی منزلوں سے گزر رہا ہے کہ قلم اس تکلیف دہ مناظر کو بیان کرنے سے قاصر ہے۔ لخت لخت جگر کو بڑی ہمتوں کے ساتھ جمع کر کے اور قلم کو ہزار منتوں کے بعد کچھ لکھنے کیلئے مائل کیا ہے۔ ارض پاکستان کی تباہی اور بربادی اور حکمرانوں کی نااہلی اور ظلم و دہریت پر ماسوائے نوحہ گری اور ماتم گساری کے اور کیا لکھا جاسکتا ہے۔ خیر سے لے کر کراچی تک کے عوام آگ و خون کے سمندروں سے گزارے جا رہے ہیں۔ امن و امان اور انصاف کی فراہمی کی امید کی شمع تو کب سے پاکستانی عوام کی بجھ چکی ہے۔ اب تو اس کے ناتواں جسم کی چند سانسیں اور ذوقی نبض ظالم اور نااہل حکمرانوں سے یہ احتجاج کر رہی ہے کہ ۔

چراغ زندگی کو ایک جموں کے کی ضرورت ہے تمہیں میری قسم پھر سے ڈر ادا من کو لہرانا

بدترین سردی کے موسم میں پاکستانی قوم آٹے کے قھیلوں کی بھیک بازاروں میں منہ مانگے قیمت پر حاصل کرنے کے لئے در بدر ٹھوکریں کھا رہی ہے لیکن آنا دستیاب نہیں البتہ بم دھماکوں اور موت کی ان دنوں اپنے وطن میں کوئی کمی نہیں۔ حکمرانوں کے ”روشن خیال“ ”کارناموں“ اور ”کامیاب خارجہ پالیسی“ کے باعث پاکستان ان دنوں عراق اور افغانستان سے زیادہ ”ترقی“ کر گیا ہے۔ ملک کا کوئی ایسا شہر اور گوشہ نہیں جہاں قتل و قتال کا راج نہ ہو اور حکومت کے خلاف بغاوت برپا نہ ہو۔ حکومت یہ سمجھتی ہے کہ طاقت اور اندھ حد فوجی آپریشنوں کے ذریعے اس آگ کو وہ بجھا دے گی تو یہ اس کی سراسر غلط فہمی ہے۔ جب امریکہ جیسی بڑی فوجی طاقت اور اس کے اتحادی عراق اور افغانستان میں طالبان اور دیگر جہادی قوتوں کو نہ دبا سکے تو بھلا پرویز مشرف جیسی گنگنی گزری آمرانہ حکومت اس آگ پر کیسے قابو پاسکتی ہے؟ سیاسی قیادت کو تو پہلے ہی اس حکومت نے اپانچ بتا دیا ہے ملک کی بگڑتی ہوئی اقتصادی صورتحال بھی تباہی کی آخری حدوں کو چھو رہی ہے۔ قومی اداروں پر اپنے من پسند نااہل افراد کی تقرری کے باعث یہ ادارے اب نزاع کی حالت میں ہیں۔ عدلیہ کے اعلیٰ جج نظر بند ہیں آئین باز بچہ اطفال اور یرغمال بنایا ہوا ہے تمام فیصلے فوجی اور پولیس کے بندوقوں کے ذریعے کرائے جا رہے ہیں۔ تو ایسے میں اگر دنیا والے پاکستان کو ناکام اسٹیٹ نہ کہیں تو اور کیا کہیں؟ جب رہنمائی رہزن بن جائیں تو پھر کسی اور سے کیا گلہ؟ نااہل حکمران اپنے وجود کو پاکستان کے لئے لازمی گردانتے رہے ہیں بلکہ اسے تجولائی تک سمجھا جا رہا ہے اور ہر مخلصانہ مشورے کو بدنیتی پر محمول کیا جا رہا ہے تو ایسے میں

امن و استحکام وصل و آشتی کیونکر پاکستان کو حاصل ہو سکتی ہے؟ سوات کے مرغزاروں پر جو آگ آپریشن کی صورت میں جلائی گئی تھی اب وہ پشاور کی دہلیز یعنی درہ آدم خیل کو ہاٹ اور جنوبی وزیرستان کے پہاڑوں تک دوبارہ پھیل گئی ہے۔

اس مسئلہ کو ہوش مندی، حکمت عملی اور صلح و جرگہ کے ذریعے حل کرنا چاہیے تھا۔ اور اپنی غلامانہ خارجہ پالیسی کو یکسر بدل دینا چاہیے تھا اور اپنے طرز حکمرانی پر غور و فکر اور اصلاح کر کے یہ آگ بجھائی جاسکتی ہے۔ لیکن ایسا جان بوجھ کر نہیں کیا جا رہا کیونکہ پاکستان میں جتنا زیادہ خوف و ہراس اور سیاسی عدم استحکام ہوگا تو اتنا ہی زیادہ ایک طالع آزما

حکمران کو اس سے فائدہ حاصل ہوگا۔ پھر اس سے بڑھ کر مغربی ممالک بھی اس بات میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں کہ پاکستان میں ہر قسم کی شورشیں مزید برپا ہوں اور اسکے اندر سیاسی عدم استحکام روز بروز بڑھتا چلا جائے تاکہ ہمیں پاکستان کے ایشی ہتھیاروں کے تباہ کرنے کا بہانہ میسر ہو سکے کہ پاکستان کے اندر خانہ جنگی ہو رہی ہے اور ایک ناکام اسٹیٹ

کے ہاتھوں میں ایشی ہتھیار محفوظ نہیں رہ سکتے اسلئے پاکستان پر مستقبل قریب میں مزید دباؤ اور مختلف ہتھکنڈے اور اس سے بڑھ کر خدا نخواستہ حملے مغرب کر سکتا ہے۔ اس سلسلے میں اقوام متحدہ کے ایشی پروگرام کے سربراہ محمد البرادی اور امریکی صدارتی امیدواروں کے بیانات پاکستانی حکمرانوں کیلئے نوشتہ دیوار ہیں۔ لیکن جہاں اپنا مفاد ملک و قوم کے مفاد

سے زیادہ عزیز سمجھا جائے تو ایسے اندھے اور بہرے حکمرانوں کے سامنے نہ تو شور و قیامت کا رگڑ ثابت ہو سکتا ہے اور نہ ہی جہنم کی دہکتی آگ۔ معلوم نہیں کہ اہالیان پاکستان خدا نخواستہ کس وادی تیرے میں بسکتے جارہے ہیں؟ قوم اب بھی کسی ”اعصائے موسیٰ کے معجزات“ کی طرف دیکھ رہی ہے اور کسی مسیحا کے قدموں کی چاپ کی منتظر ہے۔ لیکن جب تک قوم

خود کو کوئی بڑی فیصلہ کن جدوجہد ان حکمرانوں کیخلاف نہ کرے تو کوئی مسیحا اور معجزات کیونکر ان کی محکومیت ختم کریں؟ اسکے علاوہ مبہم الیکشن کی فضاء ناامیدی اور خوف کے باعث مزید بے یقینی کی شکار ہو گئی ہے۔ تمام اپوزیشن جماعتیں حکومت کی مکمل دھاندلی کرنے کے منصوبوں کے خلاف ڈھائی دے رہی ہیں لیکن حکومت کو اس سے کوئی سروکار نہیں۔ باخبر ذرائع

اس بات کا عندیہ دے رہے ہیں کہ جان بوجھ کر حکومت ایسا کرنا چاہتی ہے تاکہ الیکشن کے بعد حالات اور بھی ناگفتہ بہ ہوں اور مارشل لا اور شخصی آمریت کا تسلسل مزید پانچ سال تک قائم رکھا جاسکے۔ ملک کی بڑی سیاسی جماعتیں موجودہ صورتحال کے باوجود الیکشن میں حصہ لے رہی ہیں۔ انگوٹوں سے امید ہے اور خدا سے ناامیدی لیکن ۱۸ فروری کے بعد

ان کی تمام امیدوں پر اوس پڑ جائیگی اور وہ جماعتیں بھی ان سیاسی جماعتوں کے ساتھ آپٹیں گی جن جماعتوں نے ان بوس اور دھاندلی سے پرائیکشن کا بایکٹ کیا ہوا ہے۔ ۱۸ فروری سے پہلے شاید بہت کچھ حکومت کر سکتی ہے۔ خدا نہ کرے کہ کسی اور کے سر پر کوئی شہاب قاتب گرے یا بد نصیب زمین پر کوئی آداساں گرے اگر الیکشن سے پہلے دوبارہ

کوئی بھی گزب ہو تو اس سے ملک کی پہلے سے کمزور بنیادیں مزید لال جائیگی۔ قوم سے یہ التجا ہے کہ وہ جمود کو توڑے، خوں غلامی کو چھوڑے اور اپنی آزادی کا چراغ باوصرصر کے باوجود روشن و جاویداں رکھنے کی کوشش کرے۔